عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵	۶ تا ۲۱ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ بمطابق ۲۳ مئی تا ۷ جون ۲۰۲۶ء	شمارہ: ۲۰-۲۱

شہید مظلوم امیر المؤمنین

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تحفظِ ختمِ نبوت کے سلسلہ کا

ایک عظیم علمی شاہکار

Website: www.khatmenubuwwat.net | www.khatm-e-nubuwwat.info | www.amtkn.com

Email: editorkn@yahoo.com

بچوں کا والدین کے ساتھ حج فرض ادا کرنا

س:.... اگر کوئی شخص اپنی بیٹیوں کو جو کہ بالغہ ہوں اور غیر شادی شدہ ہوں اپنے ساتھ حج کے لئے لے جائے اور ان کے حج کے اخراجات خود ادا کردے تو کیا اُن کا حج فرض ادا ہوجائے گا؟ یا یہ ضروری ہے کہ پہلے رقم کو ان کی ملکیت کرے، تاکہ ان پر حج فرض ہوجائے؟

ج:.... رقم بچوں کی ملکیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر والدین اپنے بچوں کو جو کہ بالغ ہوں اپنے ساتھ حج پر لے جائیں اور یہ بچے اپنے حج فرض کی نیت کرلیں تو ان کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ مالدار ہونے پر دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔

”اذا وصل الی مکة لزمه ان یمکث لیحج حج الفرض عن نفسه لکونه صار قادراً علی مافیه۔“

(فتاویٰ شامی، ج:۲،ص:۴۶۰)

غیبت اور تہمت میں فرق

س:.... ایک آدمی اپنے کسی ساتھی کی چند لوگوں کے سامنے برائی بیان کررہا تھا، میں نے اسے منع کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں کون سا جھوٹ بول رہا ہوں، جو سچ ہے وہی بول رہا ہوں۔ اور یہ کوئی غیبت نہیں ہے، کیا واقعی کسی کی برائی جو اس میں موجود ہو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں ہوگا؟

ج:.... ہر وہ بات جو کسی کی غیر موجودگی میں بیان کی جائے اس طرح کہ اگر وہ سامنے ہوتا تو سُبکی محسوس کرتا اور بُرا مان جاتا، یہ غیبت میں داخل ہے، اگرچہ وہ بات سچی ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ کسی کے متعلق جھوٹی بات بیان کرنا اس پر تہمت لگانا اور بہتان لگانا ہے جو کہ اور بھی زیادہ بُری بات ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ غیبت اور بہتان تراشی دونوں ہی خطرناک اور کبیرہ گناہ ہیں۔ افسوس ہے کہ اس کو گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا بلکہ حق کہنے اور سچ بولنے کے نام پر بے فکری سے یہ گناہ کبیرہ شوق سے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

”الغیبة ان تصف اخاک حال کونه غائباً بوصف یکرهه اذا سمعه.... وعن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال علیه الصلاة والسلام: اتدرون ما الغیبة؟ قالو: اللّٰہ و رسوله اعلم، قال: ذکرک اخاک بمایکره، قیل أفرأیت ان کان فی اخی ما اقول؟ قال: ان کان فیه ماتقول اغتبته وان لم یکن فیه فقد بهته ۔“

(الدر المختار علی ردِّ المحتار، ج:۶،ص:۴۱۰، کتاب الکراہیۃ)

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۴۵ ۶ تا ۲۱ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۳ مئی تا ۷ جون ۲۰۲۶ء شمارہ:۲۰-۲۱

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

....ایک عظیم علمی شاہکار	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج...اتحاد و مساوات کا عظیم مظہر	۹	مولانا ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
عیدالاضحیٰ اور قربانی	۱۲	ڈاکٹر مفتی تمیم احمد قاسمی
شہید مظلوم سیّدنا حضرت عثمان غنیؓ	۱۵	ڈاکٹر مولانا محمد جہان یعقوب
مدینہ کی حاضری اور درود و سلام...	۱۹	مولانا مفتی خالد محمود
مولانا قاضی احسان کا دورۂ آزاد کشمیر	۲۲	رپورٹ: مولانا عادل خورشید
مرزا کے دعاوی...ایک نظر میں (۲)	۲۵	مولانا عبدالحکیم نعمانی

اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۲۰، ۲۱ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔
ایجنسی ہولڈرز حضرات اور قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۶۸ فصل:.....۸ھ کے واقعات

۳۹- حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس القرشی العامری رضی اللہ عنہ، حنین اور طائف میں بحالتِ اسلام شریک ہوئے، یہ مؤلفۃ القلوب میں شامل تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو اُونٹ کا عطیہ دیا، بعدازاں اسلام میں راسخ القدم ثابت ہوئے۔

۴۰- خالد بن اسید (بفتح ہمزہ، کسر سین) ابن ابی العیص بن اُمیہ القرشی الاموی، عتاب بن اسید کے بھائی، اسلام لانے کے بعد فتحِ مکہ کے ایام ہی میں ان کا انتقال ہوگیا۔

۴۱- اُمِّ حکیم بیضاء بنتِ حارث بن ہشام المخزومیہ، عکرمہ بن ابی جہل کی چچازاد اور اہلیہ، چند دن کے بعد ان کے شوہر بھی ان کی ترغیب پر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

۴۲- صفحان بن اُمیہ بن خلف الجمحی، ان کا باپ اُمیہ بن خلف بحالتِ کفر غزوۂ بدر میں مارا گیا تھا، یہ فتحِ مکہ کے دوران یا اس کے بعد اِسلام لائے۔

۴۳- ہبار بن اسود۔

۴۴- بدیل بن ورقاء بن عبدالعزیٰ الخزاعی، بعض کا کہنا ہے کہ بدیل اور ان کے صاحب زادے عبداللہ بن بدیل فتحِ مکہ سے ایک دن پہلے مرالظہران میں اسلام لائے تھے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۴۵- سنین (بضم سین وفتح نون وسکون یائے تحتانی) بن فرقد، ابوجمیلہ الضمری یا السلمی۔

۴۶- عبداللہ بن الشخیر (شین معجمہ مکسورہ، خائے معجمہ مشدّدہ، پھر یائے تحتانی ساکنہ، پھر رائے مہملہ) ابومطرف العامری، بنوعامر بن صعصعہ کے قبیلے کی طرف نسبت ہے۔

۴۷- مطیع بن اسود بن حارثہ العدوی، ان کا نام ''عاصی'' تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کرکے ''مطیع'' رکھا، حجۃ الوداع میں انہوں نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق کیا تھا۔

۴۸- اُمِّ ہانی بنتِ ابی طالب، ان کا نام فاختہ تھا۔

۴۹- معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب القرشی الاموی، جلیل القدر صحابی ہیں، رضی اللہ عنہ، اپنے والد کے چند دن بعد اِسلام لائے، اور ایک قول یہ ہے کہ اپنے والد سے بہت عرصہ قبل غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر اِسلام لاچکے تھے، مگر اِسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے، فتحِ مکہ کے موقع پر اِظہارِ اسلام کیا۔

۵۰- یزید بن ابی سفیان، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے باپ شریک بھائی ہیں، فضلاءِ صحابہ میں ان کا شمار تھا، اور ''یزید الخیر'' کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے، کنیت ابوالحکم تھی، ابوسفیان کے صاحب زادوں میں سب سے افضل تھے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ کا
ایک عظیم علمی شاہکار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ!

تکوینی طور پر بعض حالات اور واقعات ایسے پیش آجاتے ہیں جو بظاہر بڑے مشکل، کٹھن اور صبر آزما ہوتے ہیں، لیکن وہ مستقبل کے اعتبار سے پوری امت مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کی ہدایت اور راہنمائی کی نوید اور پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کا جھوٹا دعویٰ نبوت لے کر کھڑا ہونا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس کے خلاف جہاد کرنا اور اس میں بارہ سو صحابہؓ اور تابعینؒ کا جامِ شہادت پینا، جن میں سات سو قرآن کریم کے حفاظ تھے، ان حالات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرآن کریم کی حفاظت کی غرض سے پریشان ہونا اور پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہنا کہ قبل اس کے کہ تمام حفاظ صحابہؓ یکے بعد دیگرے غزوات میں شہید ہوجائیں اور قرآن کریم اس طرح امت کے قلوب سے اٹھ جائے، آپ اس کو کتابی شکل میں محفوظ کرائیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں صحابہ کرامؓ کے قرآن کریم کو جمع کرنے اور کتابی شکل میں لانے سے آج امت مسلمہ اور پوری انسانیت کو کتنا بڑی علمی نعمت ملی ہوئی ہے!

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اسلام عرب سے نکل کر عجم کے کئی ممالک میں پھیل گیا، ہر ایک علاقہ، قبیلہ اور ملک کی زبان، لہجہ اور طرزِ ادا الگ الگ تھی تو حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کو ایک لغت قریش پر رکھنے اور بقیہ لغات کو موقوف کر کے کتنا بڑا امت پر احسان کیا۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر دور میں تکوینی طور پر ایسی شخصیات اور افراد کو کھڑا کیا اور ان کا انتخاب کیا کہ جنھوں نے علمی اعتبار سے پوری امت مسلمہ کے لیے فرض کفایہ کا کام کیا۔ کہیں فقہا کو کھڑا کیا گیا کہ جن سے قرآن وسنت سے مسائل کے استنباط کا کام لیا گیا، کبھی قرآن کریم کی سبعہ عشرہ قرآت کی حفاظت کا کام لیا گیا، کبھی احادیث کی تدوین وجمع کا کام لیا گیا، کبھی احادیث کو پرکھنے، جانچنے اور صحیح کو موضوع سے الگ الگ کرنے کا کام لیا گیا، کبھی اولیاء اللہ کو کھڑا کر کے دین اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا کام لیا گیا، کبھی مجاہدین کو کھڑا کر کے دین اسلام کے سامنے موجود رکاوٹوں کو دور کیا گیا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کی غرض سے دین کی حفاظت، اشاعت، پھیلاؤ یا دین میں درآنے والے فتنوں سے دفاع یا بچاؤ کا معاملہ ہو، امت مسلمہ اور انسانیت کی ہدایت وراہنمائی کا معاملہ ہو، ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر اپنے بندوں سے کام لیا اور انہوں نے دین کو تروتازہ کر کے امت کو پیش کیا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

1:... ”إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔“ (ابوداؤد:4291)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ اس امت کے نفع کے واسطے ہر سو برس پر ایک شخص کو بھیجتا ہے جو اس کے دین کو تازہ کرتا ہے۔“

2:... ”لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ۔“ (مسلم:1920)

ترجمہ:’’میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر (قائم رہتے ہوئے) غالب رہے گا، جو شخص بھی ان کی حمایت سے دست کش ہوگا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی طرح ہوں گے۔‘‘

3:…’’انہ سیکون فی اٰخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن۔‘‘

(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

ترجمہ:’’اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جنہیں اجر امت کے پہلوں کا سا دیا جائے گا۔ یہ لوگ ’’معروف‘‘ کا حکم کریں گے، بُرائیوں سے روکیں گے اور اہلِ فتنہ سے لڑیں گے۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۵۸۴، ط:قدیمی)

انہی منتخب بندوں میں سے ہمارے ممدوح حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم ہیں، جنہوں نے امت مسلمہ کے لیے درج ذیل تحفظ ختم نبوت کے کاز پر ’’احتسابِ قادیانیت ومحاسبۂ قادیانیت، 100 جلدوں پر مشتمل ایک انسائیکلو پیڈیا‘‘ کے نام سے یہ عظیم علمی سوغات پیش کی ہے، اس کے علاوہ 6 جلدوں میں ’’قادیانی مسئلہ پر قومی اسمبلی کی مصدّقہ رپورٹ‘‘، اسی طرح 17 جلدوں میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات پر ایک علیحدہ انسائیکلو پیڈیا بنام: ’’حیات الانبیاء‘‘، جو 10000 صفحات پر پھیلا ہوا، 100 سے زائد مصنفین ومؤلفین کے، 122 کتب ورسائل کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ احتسابِ قادیانیت ومحاسبۂ قادیانیت کی تفصیل سے پہلے یہ واضح ہونا ضروری ہے کہ انسائیکلو پیڈیا کیا ہوتا ہے؟

انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia) علم ومعلومات کا ایک ایسا مجموعہ کہلاتا ہے جس میں مختلف علوم، فنون، شخصیات، مقامات اور موضوعات کو جامع اور منظم انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ اسے عربی میں ’’دائرۃ المعارف‘‘ اور انگریزی میں انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا ہے اور اردو میں بھی یہی دونوں الفاظ مستعمل اور مروّج ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا ایک ایسی جامع کتاب یا ذخیرۂ معلومات ہوتا ہے، جس میں دنیا بھر کے موضوعات کو حروفِ تہجی یا موضوعاتی ترتیب سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قاری کو کسی بھی موضوع پر مختصر یا مطوّل، مگر مستند معلومات یکجا مل جائیں۔

انسائیکلو پیڈیا کی تاریخ بہت پرانی ہے، قدیم یونان میں ارسطو نے مختلف علوم کو جمع کرنے کی بنیاد رکھی، پھر رومی دور میں اور اٹھارویں صدی میں اس فن کو ترقی ملی۔ انسائیکلو پیڈیا کی اہم خصوصیات میں سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ معلومات کا جامع ذخیرہ، مستند اور تحقیق شدہ مواد ہوتا ہے جو الف بائی یا موضوعاتی ترتیب مثلاً مختلف شعبہ جات: مذہب، سائنس، تاریخ، ادب، جغرافیہ وغیرہ پر مختصر مگر جامع وضاحت کے ساتھ مدون کیا جاتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا کی مختلف اقسام ہیں:

1:… عمومی، جس میں ہر موضوع پر معلومات مہیا کی جاتی ہیں۔

2:… مخصوص، جو کسی ایک شعبہ مثلاً: اسلام، سائنس وغیرہ پر معلومات فراہم کرتی ہے۔

3:… آن لائن، جسے جدید دنیا میں ڈیجیٹل انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا ہے۔

آن لائن انسائیکلو پیڈیا تک رسائی آسان اور فوری ہوتی ہے، جب کہ کتابی انسائیکلو پیڈیا زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔ مگر دونوں کا مقصد ایک ہی ہے: علم کو محفوظ کرنا اور عام کرنا۔

اس کی اہمیت اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے تحقیق کرنے میں مدد ملتی ہے، طلبہ اور اساتذہ کے لیے بنیادی ذریعہ علم ہے، مستند معلومات تک فوری رسائی حاصل ہوتی ہے، جب کہ عمومی علم (جنرل نالج) میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا ایک ایسا علمی خزانہ ہے جو دنیا بھر کے موضوعات کو ایک منظم اور قابلِ اعتماد انداز میں پیش کرتا ہے۔قدیم مخطوطات سے لے کر آج کے ڈیجیٹل پلیٹ فارمز تک اس کی شکل جدید سے جدید تر ہوئی ہے۔اردو کا مشہور انسائیکلو پیڈیا اردو دائرہ معارف اسلامیہ ہے اور سب سے بڑا اور مستند اردو انسائیکلوپیڈیا کئی جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں اسلامی تاریخ، شخصیات، فقہ، تفسیر سب شامل ہیں، یہ اردو زبان میں اسلامی موضوعات کا سب سے مستند خزانہ سمجھا جاتا ہے۔عالمی سطح پر سب سے مستند انسائیکلو پیڈیا انگریزی زبان میں ہے، مگر تحقیقی کام کے لیے بہترین دائرۃ المعارف الاسلامیہ ہے۔اسی طرح اسلامی موضوعات کا جامع مجموعہ عربی وانگریزی سے اردو میں ترجمہ شدہ ہے۔موسوعۃ الفقہ الاسلامی، فقہ اسلامی پر سب سے جامع کام ہے اور اس میں مختلف مکاتب فکر کی آراء شامل ہیں۔غرضے کہ اردو زبان اور اسلامی دنیا میں انسائیکلو پیڈیا کی ایک بھرپور روایت موجود ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں انسائیکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف) کی ایک بہت وسیع روایت ہے۔ہر بڑی زبان میں ایسے علمی خزانے موجود ہیں جو اپنے اپنے معاشرے، تاریخ اور علوم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ہر زبان کا انسائیکلو پیڈیا صرف معلومات کا ذخیرہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس قوم کی علمی روایت، سوچ اور تہذیب کا بھی آئینہ دار ہوتا ہے۔

برِّصغیر میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ایک شاگرد حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ کو اس فتنہ کے استیصال کے لیے متوجہ کیا تو آپ نے اپنے تمام شاگردوں کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے آمادہ اور علمی طور پر تیار کیا، جنہوں نے اس فتنہ کی تردید اور تکذیب کے لیے تحریر و تقریر، تدریس و تصنیف اور جرائد و رسائل کا سہارا لیتے ہوئے امت مسلمہ کی رہبری و راہنمائی کے ساتھ ساتھ ان کے دین وایمان کی حفاظت کی، اسی کے تسلسل میں پھر تحریکات کا بھی مرحلہ آیا، اس میں بھی ہمارے اکابرین نے امت مسلمہ کی قیادت وسیادت کی، یہ قافلہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے معتمد اور ان کے شارح سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر علومِ انوری کے وارث علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ اور حضرت شیخ الہندؒ کی سیاسی تحریک کے وارث حضرت مولانا مفتی محمودؒ تک، جنہوں نے امت مسلمہ کی نمائندگی کرتے ہوئے 1974ء میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا، ان تمام حضرات کی پوری زندگی کی دینی اور علمی جدوجہد کو امت مسلمہ کے سامنے لانے کی اشد ضرورت تھی، جسے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ''تحریکِ ختم نبوت'' 10 جلدوں میں لکھ کر اس فرض کو ادا کیا اور گویا ''تحریکِ تحفظ ختم نبوت'' پر انسائیکلو پیڈیا پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ مسلمان علماء نے ہر میدان میں کام کیا ہے، مثلاً: اسلامی فقہ، تاریخ، سیرت اور دیگر علوم پر مبنی ضخیم مجموعوں پر بڑا کام کیا ہے۔اب بھی اس جدید دور میں کئی ادارے کئی موضوعات پر کام کر رہے ہیں۔انہی میں سے ایک ادارہ ہے: مولانا اللہ وسایا۔جو اگرچہ ایک انسان کا نام ہے، لیکن کام کرنے میں مستقل ادارہ جیسا عزم وحوصلہ رکھتے ہیں۔آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے 100 جلدوں پر مشتمل علومِ ختم نبوت کا جامع ذخیرۂ علم تیار کر دیا ہے۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم محنت ومشقت کے دھنی ہیں، جس کام کی ٹھان لیں تو اسے انجام تک پہنچائے بغیر دم نہیں لیتے، 80 سال کی پیرانہ سالی میں بھی جواں ہمتی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔آپ نے 36 سال قبل ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' نامی کتاب سے اس کام کا آغاز کیا، جس میں اس عنوان پر 1000 کتابوں کی فہرست اور تعارف پیش کیا گیا ہے۔ردِّ قادیانیت پر اپنے دور کی سب سے بڑی اتھارٹی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی کتاب ''تحفۂ قادیانیت'' میں 99 کتابوں کی فہرست شائع کی ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی تصنیف ''قائدِ قادیان'' میں 112 کتب کا تذکرہ فرمایا ہے۔جب کہ اس عنوان پر سب سے پہلے حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے ''حفاظتِ ایمان کی کتابیں'' کے نام سے 80 کتابوں کا تعارف کرایا تھا، آپؒ ہی کا مشہور مقولہ ہے کہ: ''تحفظ ختم نبوت اور ردِّ قادیانیت پر اس قدر لکھو اور طبع کراؤ کہ ہر مسلمان جب سو کر اٹھے تو اس کے سرہانے اس عنوان پر کتاب رکھی ہو۔'' مولانا اللہ وسایا صاحب کی یہ کاوش ان بزرگوں کی سعی پیہم کے لیے ''ختامہ مسك'' کا درجہ رکھتی ہے۔

اس 36 سالہ محیط تھکا دینے والے کام کو سرانجام دینے کے لیے آپ نے اندرونِ ملک قائم لائبریریوں کا چپہ چپہ چھان مارا، بیرونِ ملک سے بھی جہاں کسی کتاب کی موجودگی کی اطلاع پائی تو اس کے حصول کے لیے تب تک جتن کیے جب تک اسے حاصل نہ کرلیا۔ پھر اس عنوان پر بڑی کتب کو چھوڑ کر رسائل کی شکل میں جس نے بھی جو لکھا آپ نے اسے شامل کیا، مسلک وفرقہ، زبان وقوم، ملا ومسٹر کی تفریق نہ کی۔ نادرونایاب اور کم یاب اردو رسائل کے ساتھ ساتھ عربی وفارسی کے بھی قیمتی رسائل ترجمہ کراکے شامل کیے، ضخیم کتابوں کے علاوہ ورقی دوورقی مضمون ملا تو اسے بھی قرطاس کی دنیا میں زندہ وجاوید کردیا۔ آپ کی کوشش یہ رہی کہ ردِّ قادیانیت پر جس نے بھی لکھا ہوا وہ تمام مواد اکٹھا ہوجائے تاکہ آئندہ تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے آسانی ہو۔ اس جوش وجنون نے آپ سے وہ کام کرادیا کہ گویا آپ موصوف تاریخ ختم نبوت کا ایک مستقل باب بن گئے ہیں۔

ردِّ قادیانیت پر یہ تمام تر علمی کام دراصل تحفظ ختم نبوت اور دفاعِ ناموس رسالت کے حسین سلسلے کی سنہری کڑیاں ہیں۔ کیونکہ قادیانیت، خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے اور اس بغاوت کو کچلنے کے لیے کی جانے والی ہر کوشش ذات رسالت مآب کی خدمت کے مترادف ہے۔ جس طرح خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے متحد ہوکر مسیلمہ کذاب کے فتنے کا مقابلہ کیا تھا، اسی طرح ایک بار پھر آج امت مسلمہ کے تمام مکاتبِ فکر نے بیک زبان وقلم ہوکر مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کو شکست فاش سے دوچار کیا ہے۔

مرزا غلام قادیانی نے ''براہین احمدیہ'' کے نام سے 50 جلدوں پر کتاب لکھنے کا اعلان کیا تھا اور عوام سے اس کی پیشگی رقم وصول کی، لیکن صرف 5 جلدیں بمشکل پوری کرسکا اور بقیہ کے پیسے بھی واپس نہ کیے، یہ قادیانی جھوٹی نبوت کی دیانت داری کی ایک جھلک ہے۔ دوسری جانب مولانا اللہ وسایا صاحب نے قادیانیت کے رد میں 100 کتابیں پوری فرمادیں اور اس سے حاصل ہونے والا ایک پیسہ بھی اپنی جیب میں نہ ڈالا، بلکہ قوم کی امانت مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیت المال کے لیے اسے وقف کردیا، یہ صادق وامین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک امتی کے معاملات کی صفائی ہے۔

مولانا اللہ وسایا صاحب نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ''احتساب قادیانیت'' کی پہلی جلد دسمبر 1989ء میں شائع کی اور 60 ویں جلد دسمبر 2014ء میں شائع ہوئی، اس کے بعد ''محاسبۂ قادیانیت'' کی پہلی جلد کی اشاعت اگست 2015ء میں ہوئی اور 40 ویں جلد فروری 2026ء میں تیار ہوکر یہ سلسلہ 100 کا ہندسہ پار کرگیا۔ 36 سال 3 ماہ کے عرصہ میں 100 جلدوں پر مشتمل ردِّ قادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا (احتسابِ قادیانیت: 60 جلدیں، محاسبۂ قادیانیت: 40 جلدیں۔ کُل: 100 جلدیں) تیار ہوا۔

اگر ان دونوں مجموعوں کا الگ الگ جائزہ لیا جائے تو ''احتسابِ قادیانیت'' کی 60 جلدوں میں 369 مصنفین ومؤلفین کے 776 رسائل وکتب ہیں، جن کے صفحات کی تعداد 34500 بنتی ہے۔ نیز ''محاسبۂ قادیانیت'' کی 40 جلدوں میں 242 مصنفین ومؤلفین کے 827 رسائل وکتب شامل ہیں، جن کے صفحات کی تعداد 21120 ہے۔ اس طرح ''احتسابِ قادیانیت'' اور ''محاسبۂ قادیانیت'' کی 100 جلدوں میں 611 مصنفین ومؤلفین کے 1603 کتب ورسائل ومقالہ جات ہیں، جن کے صفحات کی تعداد 55620 ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے کتابی صورت کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ پر بھی محفوظ کرنا شروع کردیا ہے۔ ڈیجیٹل انسائیکلوپیڈیا کی اہمیت اپنی جگہ پر ہے، لیکن یہ مجموعہ ہر لائبریری کی زینت بننا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو پوری امت مسلمہ کی جانب سے اس فرض کفایہ کو ادا کرنے پر اجر جزیل عطا فرمائے، امت مسلمہ کے لیے اس عظیم سرمایہ کو ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنائے اور آخرت میں ہم سب کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائے، آمین بحرمۃ خاتم النبیین!

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

حج.... اتحاد و مساوات کا عظیم مظہر

جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب اور اقوامِ عالم کے کسی قومی و ملّی اجتماع میں نظر نہیں آتی

مولانا ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

’’حج‘‘ اسلام کا بنیادی فریضہ اور وہ مقدس اسلامی عبادت ہے، جو مالی اور بدنی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اسلام کے نظامِ عبادت میں اسے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حکم دیا کہ: ’’آپ لوگوں میں اعلانِ حج کر دیں، لوگ آپ کے پاس حج کے لیے پیدل چل کر بھی آئیں گے اور دُبلی اونٹنیوں پر بھی، جو دُور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی، تاکہ لوگ اپنے منافع حاصل کرنے کے لیے آموجود ہوں۔‘‘ (سُورۃ الحج، 27,28)

اسلامی عبادات میں ’’نماز‘‘ اسلام کا سب سے اوّل اور عظیم ترین رُکن اور حقوق اللہ میں اہم ترین عبادت ہے۔ اس کی ادائیگی کا جو طریقہ اسلام نے اپنے متبعین کو سکھایا، وہ یہ کہ نماز کو اجتماعیت کے ساتھ باجماعت ادا کیا جائے اور اس میں تفریق اور نسلی و طبقاتی امتیازات کے بندھن توڑ کر تمام امتیازات کو ختم کر دیا جائے۔ روزے میں بھی یہی شان کارفرما نظر آتی ہے۔ روزے اجتماعی صورت میں فرض کیے گئے۔

ایک متعیّن اور مخصوص ماہِ مقدس ’’رمضان المبارک‘‘ میں تمام اسلامیانِ عالم دن میں صائم النّہار اور رات میں قائم اللّیل ہوتے ہیں۔ اسی طرح حج جو کہ اجتماعیتِ کبریٰ کا سب سے عظیم مظہر، اسلام کا ایک اہم رکن اور اسلامی عبادات کا ایک اہم جزو ہے، اس میں بھی اخوت

> **حجِ بیت اللہ**
>
> **ملتِ اسلامیہ کے درمیان اخوت و اجتماعیت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ حج کی بدولت عالمِ اسلام کے مسلمانوں کی اخوت و اجتماعیت کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے**

و اجتماعیت، اتحاد و یگانگت، انسانی مساوات اور وحدتِ اُمت کی وہ عظیم شان نظر آتی ہے، جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب اور اقوامِ عالم کے کسی قومی و ملّی اجتماع میں نظر نہیں آتی۔

حج وہ مقدس فریضہ ہے کہ جس کی بدولت خالقِ کائنات نے عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو اخوت و اجتماعیت کا درس دیا،

ارشادِ ربّانی ہے: ’’اور ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کے لیے اجتماع کی جگہ بنا دیا اور جائے امن قرار دیا۔‘‘ (سُورۃ البقرہ۔125)

احکاماتِ ربّانی اور فرامینِ نبوی میں اس حقیقت کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تمام مسلمان رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں۔ اسلام تمام مسلمانوں کو متحد و متفق رہنے کی تلقین کرتا اور افتراق و اختلاف کی ممانعت کرتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: ’’اور تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو۔‘‘ (سُورۂ آلِ عمران 103)

حجِ بیت اللہ، ملتِ اسلامیہ کے درمیان اخوت و اجتماعیت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ حج کی بدولت عالمِ اسلام کے مسلمانوں کی اخوت و اجتماعیت کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔ پروردگار کے فرمانِ عالی شان کے بموجب ہر سال لاکھوں فرزندانِ اسلام دنیا کے کونے کونے اور خطۂ ارض کے گوشے گوشے سے اس مقدس فریضے کی ادائیگی کے لیے حرمِ

مقدس پہنچتے ہیں۔ اس موقع پر اخوت و اجتماعیت اور انسانی مساوات کا وہ عملی نمونہ سامنے آتا ہے کہ جس کی مثال تاریخِ مذاہبِ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس موقع پر تمام امتیازات کے بندھن اور زنجیریں توڑ دی جاتی ہیں۔ چناں چہ بادشاہ وفقیر، وزیر وامیر، دولت مند وحاجت مند، غنی و گدا، شہریار وشہسوار، تاجدار وچوبدار، فرماں روا وبے نوا، ملک ملک کے لوگ، سجدہ ایک اور جبینیں بہت سی، یہاں صاحب وبندہ ومحتاج و غنی کا کوئی امتیاز نہیں، یہاں کوئی جہاں پناہ نہیں، سب پناہ خواہ ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب ومحتاج وغنی ایک ہُوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہُوئے

مسلمان، خواہ اُس کا تعلّق کسی قوم، قبیلے، خاندان، رنگ ونسل، یا خطۂ ارض سے ہو، ایک لباس زیب تن کیے تمام اُمتِ مسلمہ کے ساتھ شریکِ عبادت نظر آتا ہے۔ اس مقدس موقع پر نہ امیر وغریب کا امتیاز ہوتا ہے، نہ حاکم ومحکوم کا، تمام اُمتِ مسلمہ ایک ہی ہیئت، ایک ہی حلیے میں ایک ہی مطاف کے گرد طواف کرتی نظر آتی ہے۔

پوری فضا مسلمانوں کی اخوت و اجتماعیت کا اظہار ان مقدس الفاظ میں کرتی ہے: ''لَبَّیک اللّٰھُمَّ لَبَّیک'' کعبۃ اللہ کے گرد طواف میں کالے اور گورے، عربی اور عجمی، ایشیائی اور افریقی، مشرقی اور مغربی غرض ہر نسل، ہر زبان اور ہر قومیت کے لاکھوں فرزندانِ اسلام ایک ہی لباس (احرام) میں ملبوس، ایک معبود کی عظمت کے اظہار اور اُس کی بندگی کے اعتراف میں ایک ہی جذبہ لیے تجلّیاتِ ربّانی کے عظیم مرکز اور کرۂ ارض پر اللہ کے پہلے گھر، کعبۃ اللہ کے گرد طواف کرتے نظر آتے ہیں۔

اس طرح اخوّت و مساوات اور وحدتِ اُمت کا یہ عالم گیر مظہر اس امر کا اعتراف کرتا نظر آتا ہے کہ اللہ کے دین پر ایمان رکھنے والے رنگ ونسل، قوم قبیلے، علاقہ وطن کے امتیازات اور دیگر اختلافات کے باوجود ایک آدمؑ کی اولاد اور ایک اُمت ہیں، ان کا محور ومرکز بھی ایک ہے اور ان کی وفاداریاں، قربانیاں اور جاں نثاریاں ایک معبودِ برحق اور ایک خالقِ حقیقی اللہ عزّ وجل کے لیے ہیں۔

جس کا کوئی شریک نہیں، جو بے نیاز ہے، اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ ہر فرد یہ پکارتا نظر آتا ہے کہ: ''میں حاضر ہُوں، اے اللہ، میں حاضر ہُوں، تیرا کوئی شریک نہیں، تمام خُوبیاں اور تمام نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں اور بادشاہی تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔''

یورپ کا مشہور مورّخ فلپ کے حتّی (Hitti.Philip K) "History of the Arabs" میں لکھتا ہے: ''صدیوں سے یہ دستور (حج) اسلام میں مسلسل اتحاد کی مؤثر ترین قوّت کے طور پر کام کر رہا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں میں یہ مؤثر ترین مشترک رشتہ ہے۔ دنیا کے چار اطراف کی اسلامی برادری کے اس اجتماع کے معاشرتی اثرات کے بارے میں مشکل ہی سے مبالغہ آرائی کی ضرورت پڑے گی۔

یہ حبشیوں، چینیوں، شامیوں اور عربوں کو، امیر اور غریب کو، کم تر اور برتر کو مذہب کی اَساس پر اخوت واتحاد اور باہمی روابط کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں صرف اسلام کو رنگ ونسل اور قومیت کی دیواریں گرانے میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔''

ڈاکٹر سی، آر، ریڈی جو یورپی دنیا میں سیاست اور فلسفے میں ممتاز مقام رکھتے تھے، موصوف نے 1943ء میں ''ٹوینٹھ سینچری میگزین'' کے مئی کے شمارے میں لکھا، ''نسلی مساوات کا مسئلہ اسلام کے سِوا کسی مذہبی یا اخلاقی نظام سے حل نہیں ہوا۔ ہم صرف اسلام ہی میں یہ حقیقت پاتے ہیں کہ تمام مومن خواہ وہ کسی نسل یا رنگ کے ہوں، کامل مساوات

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972,32531133

سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔‘‘

ہندو دانش ور، پروفیسر کے ایس راما کرشنا راؤ (سابق ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف فلاسفی، گورنمنٹ کالج میسور، انڈیا)

Muhammad The Prophet of Islam

اور انسانی مساوات کا اصول جس کی آپ ﷺ نے تبلیغ کی، وہ انسانیت کی سماجی ترقی میں بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے اس نظریے کو حقیقی عمل کی صورت دے دی اور اس کی اہمیت شاید کچھ دنوں بعد پوری طرح سمجھی جاسکے، جب کہ بین الاقوامی شعور جاگے گا، نسلی تعصبات ختم ہوجائیں گے اور انسانی اخوت ومساوات کا ایک طاقت ور نظریہ وجود میں آئے گا۔‘‘

ہر سال دنیا حج کے موسم میں اس حیرت انگیز بین الاقوامی مظاہرے کو دیکھتی ہے، جو کہ رنگ، نسل اور رتبے کے تمام فرق کو برابر کردیتا ہے۔ یورپی، افریقی، ایرانی، ہندوستانی، چینی سب کے سب ایک خاندان کے ممبر کی حیثیت سے مکّے میں ملتے ہیں، سب کے سب ایک قسم کے لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہاں ایسی کوئی چیز باقی نہیں رہتی، جو چھوٹے اور بڑے کے درمیان فرق کرے اور ہر حاجی یہ احساس لے کر گھر آتا ہے کہ اسلام ایک بین الاقوامی اہمیت رکھنے والا دین ہے۔

’’لَبَّیک اللّٰھُمَّ لَبَّیک‘‘ حج کا نام ذہن میں آتے ہی پیغمبرِ آخرالزماں سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ آخری خطبہ جسے خطبۂ حجۃ الوداع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے (جو تمام اُمتِ مسلمہ کے لیے ایک مکمل قانون اور دستاویز کی حیثیت رکھتا اور اُمتِ مسلمہ کے لیے ایک مثالی اور ابدی پیغام ہے) اُس کا تصور ذہنوں میں گردش کرنے لگتا ہے کہ جب حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے پروانوں اور جاں نثاروں کو جو رضائے الٰہی اور حبِّ رسول ﷺ کے متلاشی تھے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر بیٹھے تھے، اُنہیں خطاب کرکے آپ ﷺ نے یہ اعلانِ عام فرمایا: ’’لوگو، بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے اور تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا، کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو سیاہ پر، کسی سیاہ کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں اگر فضیلت یا بڑائی کا کوئی معیار ہے تو وہ محض تقویٰ ہے۔‘‘

آپ ﷺ کے اس مقدّس فرمان کی روشنی میں حج کے عالم گیر اجتماع میں تمام عالمِ اسلام کے مسلمانوں کی ملّی وحدت، اخوت و اجتماعیت اور مساوات کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کو اخوت و اجتماعیت کا درس دیا اور مُسلم اُمّہ کو وحدت و اخوت کی لڑی میں پرو دیا، عصبیت وقومیت کے بُتوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا کہ یہی رُوح عبادت اور یہی عینِ اسلام ہے۔ بقول شاعرِ مشرق؎

تمیزِ رنگ و بُو برما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

محسنِ انسانیت ﷺ کے اس عالمگیر انقلاب اور اس کے نتیجے میں انسانی مساوات پر مبنی معاشرے کے قیام اور اس کے نتائج و ثمرات پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک یورپی دانشور لکھتا ہے: ’’مذاہبِ عالم میں تنہا اسلام رنگ ونسل کی تمیز سے مبرّا رہا ہے۔

یہ فراخدلی سے، اسلام قبول کرنے والوں کا خیر مقدم کرتا ہے، کسی قسم کی رکاوٹ یا امتیاز کے بغیر جس طرح یہ اُنہیں داخلِ مذہب کرتا ہے، اُسی طرح اپنے معاشرتی حلقے میں انہیں قبول کرتا اور حقوق ومراعات دیتا ہے۔ رنگ ونسل کی ساری دیواریں گرا دیتا ہے اور کامل معاشرتی مساوات کی بنیاد پر انہیں مِلّت میں شریک کرتا ہے۔‘‘

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

عیدالاضحیٰ اور قربانی

ڈاکٹر مفتی تمیم احمد قاسمی

دین اسلام کی دو اہم عیدوں میں ایک عیدالاضحیٰ ہے، جو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عالمِ اسلام میں پورے جوش وخروش سے منائی جاتی ہے۔ اس عید کا آغاز 624ء میں ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اہلِ مدینہ دو عیدیں مناتے تھے، جن میں وہ لہو ولعب میں مشغول رہتے تھے اور بے راہ روی کے مرتکب ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ ان دونوں کی حقیقت کیا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ عہدِ جاہلیت سے ہم اسی طرح دو تہوار مناتے چلے آرہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر دو دن تمہیں عطا کیے ہیں، ایک عیدالفطر کا دن اور دوسرا عیدالاضحیٰ کا دن۔

(ابوداؤد:1134)

عیدالاضحیٰ ایک انتہائی بامقصد اور یادگار دِن ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ روزِ عید ہم سب مل کر توبہ استغفار کریں۔ زبانی نہیں، عملی توبہ۔ پروردگار کے حضور گڑگڑا کر دُعا کریں، اپنی کوتاہیوں، گناہوں کی معافی طلب کریں اور اپنے رب کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ یادرہے دُنیا کی ابتداء ہی سے قربانی تمام مذاہب کا ایک لازمی حصّہ رہی ہے۔ یہ اللہ کے حضور جان کی نذر ہے، جو کسی جانور کو قائم مقام ٹھہرا کر پیش کی جاتی ہے۔ عیدالاضحیٰ کے دن جانور کے گلے پر رسماً اور عادتاً چھری چلائی جائے تو بہت آسان ہے لیکن اگر اسوۂ ابراہیمی کو مدنظر رکھا جائے تو پھر اس کے لئے انسان کو پہلے ان مراحل کو سامنے رکھنا پڑتا ہے جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام گزرے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساری زندگی مسلسل قربانیوں سے گزری تھی۔ ذوالحجہ کے مہینے میں پورا عالم اسلام قربانی کرتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی سنت کو زندہ کرتا ہے جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہمت اور توفیق عطا فرمائی ہے وہ قربانی کرنا ایک فریضہ سمجھتا ہے۔ اس مہینہ میں قربانی نہ کرنا بہت بڑی بدنصیبی اور بدبختی سمجھی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ سے منکرین حدیث نے جس طرح اسلام کے اور بہت سے عظیم الشان احکامات اور شعائر کا مذاق اڑانا شروع کردیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے قربانی جیسے عظیم اسلامی نشان کو ہدف تنقید بنا کر رکھا ہے۔ ان کی نظر میں قربانی کا جانور ذبح کر کے مال اور وقت کو ضائع کیا جاتا ہے اور ستم برستم یہ کہ وہ اپنے ان خیالات فاسدہ کو اسلامی فلسفہ بھی قرار دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمانبردار بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا جواب تھا: ''ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا جارہا ہے۔ اسے کر ڈالیے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔''

(سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۲)

بیٹے کے اس جواب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب مکہ مکرمہ سے ذبح کرنے کے لیے لے کر چلے تو شیطان نے منیٰ میں تین جگہوں پر انہیں بہکانے کی کوشش کی جس پر انہوں نے سات سات کنکریاں اس کو ماریں جس کی وجہ سے وہ زمین میں دھنس گیا۔ آخرکار رضاء الٰہی کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل کے ٹکڑے کو منہ کے بل زمین پر لٹا دیا، چھری تیز کی، آنکھوں پر پٹی باندھی اور اُس وقت تک چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا نہ آ گئی: ''اے ابراہیم! تو

نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔‘‘ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۴۔۱۰۵)

چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا دیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا۔ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۷)

اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہوگیا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروع کی گئی، بلکہ اس کو اسلامی شعار بنایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا ان شاء اللہ!

تمام فقہاء وعلماء کرام قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہر سال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہیں۔ البتہ قربانی کو واجب یا سنت مؤکدہ کا ٹائٹل دینے میں زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر صاحب حیثیت پر اس کے وجوب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت امام مالکؒ بھی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ایک قول بھی قربانی کے وجوب کا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے واجب ہونے کے قول کو ہی راجح قرار دیا ہے۔ اس طرح عملی اعتبار سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کا اہتمام کرنا چاہیے اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا غلط ہے خواہ اس کو جو بھی ٹائٹل دیا جائے۔ ’’جواہر الاکلیل شرح مختصر خلیل‘‘ میں امام احمد بن حنبلؒ کا موقف تحریر ہے کہ اگر کسی شہر کے سارے لوگ قربانی ترک کردیں تو ان سے قتال کیا جائے گا کیونکہ قربانی اسلامی شعار ہے۔ صحابہ وتابعین عظام سے استفادہ کرنے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ۔۱۵۰ھ) کی قربانی کے وجوب کی رائے احتیاط پر مبنی ہے۔

قرآن وسنت میں قربانی کے واجب ہونے کے متعدد دلائل ہیں، یہاں اختصار کی وجہ سے چند دلائل ذکر کئے جارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورۃ الکوثر:۲) ’’نماز پڑھئے اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجئے۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کا حکم امر دیا ہے۔ عربی زبان میں امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لیے ہوا کرتا ہے۔ وَانْحَرْ کے متعدد مفہوم مراد لیے گئے ہیں مگر سب سے زیادہ راجح قول قربانی کرنے کا ہی ہے۔ اردو زبان میں تحریر کردہ تراجم وتفاسیر میں قربانی کی ہی معنی تحریر کئے گئے ہیں۔ جس طرح فَصَلِّ لِرَبِّكَ سے نماز عید کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح وَانْحَرْ سے قربانی کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (اعلاء السنن)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ (مسند احمد ۲/۳۲۱، ابن ماجہ۔ باب الاضاحی واجبہ حاکم ۲/۳۸۹)

عصر قدیم سے عصر حاضر کے جمہور محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر سخت وعید کا اعلان کیا ہے اور اس طرح کی وعید

گلبرگ ٹاؤن میں دروسِ ختم نبوت اور رکن سازی مہم

(رپورٹ: حافظ محمد یحییٰ خان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے تحت 2 رمئی بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد الاخوان بلاک 15 دستگیر کالونی، 3 مئی بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد فلاح بلاک 14 نصیر آباد، 9 رمئی بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر جامع مسجد فرید اسکوائر، واٹر پمپ اور 17 رمئی بروز اتوار بعد نمازِ ظہر جامع مسجد بلال دستگیر بلاک 9 میں دروسِ ختم نبوت ہوئے جن میں مبلغ ختم نبوت کراچی ونگران گلبرگ ٹاؤن مولانا محمد قاسم رفیع نصیر آبادی اور رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منظور کالونی مولانا محمد رضوان قاسمی نے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت بیان کی، نیز اکابرین کے واقعات سے اس کام کی حساسیت کو اجاگر کیا۔ آخر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت رکن سازی بھی کی گئی، جس میں بحمد اللہ! 1500 سے زائد افراد نے بڑھ چڑھ کا حصہ لیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی ممبر شپ حاصل کی۔

عموماً ترک واجب پر ہی ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جس شخص نے نمازِ عید سے قبل قربانی کرلی تو اسے اس کی جگہ دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ قربانی نماز عید الاضحیٰ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر کرنی چاہیے۔‘‘

(بخاری۔ کتاب الاضاحی۔ باب من ذبح قبل الصلاۃ اعاد، مسلم۔ کتاب الاضاحی۔ باب وقتھا)

اگر قربانی واجب نہیں ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عید الاضحیٰ سے قبل قربانی کرنے کی صورت میں دوسری قربانی کرنے کا حکم نہیں دیتے باوجودیکہ اُس زمانہ میں عام حضرات کے پاس مال کی فراوانی نہیں تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوکر فرمایا: ’’اے لوگو! ہر سال ہر گھر والے پر قربانی کرنا ضروری ہے۔‘‘

(مسند احمد ۴/ ۲۱۵، ابوداؤد۔ باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی، ترمذی۔ باب الاضاحی واجبۃ ہی ام لا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور اس عرصۂ قیام میں آپ مسلسل قربانی فرماتے تھے۔

(ترمذی ۱/ ۱۸۲)

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سال بھی قربانی نہ کرنے کا کوئی ثبوت احادیث میں نہیں ملتا، اس کے برخلاف احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال قربانی کی، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں وارد ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (محلیٰ بالآثار ج۶ ص ۳۷، کتاب الاضاحی)

معلوم ہوا کہ مقیم پر قربانی واجب ہے۔

قرآنِ کریم میں قربانی کا ذکر: ’’نماز پڑھئے اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجئے۔‘‘

(سورۃ الکوثر ۲)

قربانی کا حکم جو اس امت کے لوگوں کو دیا گیا ہے کوئی نیا حکم نہیں، پہلی امتوں کے بھی ذمہ قربانی کی عبادت لگائی گئی تھی: ’’ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا طریقہ مقرر کیا ہے تاکہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔‘‘

(سورۃ الحج ۳۴)

نسک کے مختلف معنی ہیں، مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے اس سے مراد قربانی لی ہے: ’’ہم نے ہر امت کے لیے ذبح کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے کہ وہ اس طریقہ پر ذبح کیا کرتے تھے۔‘‘ (سورۃ الحج ۶۲)

’’آپ فرما دیجئے کہ یقیناً میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا و مرنا سب خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔‘‘ (سورۃ الانعام ۱۶۲)

’’اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ اُن کے خون بلکہ اسے تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔‘‘ (سورۃ الحج ۳۷)

وضاحت: قربانی میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا ہے بلکہ جتنے اخلاص اور اللہ سے محبت کے ساتھ قربانی کی جائے گی اتنا ہی اجر و ثواب اللہ تبارک و تعالیٰ عطا فرمائے گا اور یہ اصول صرف قربانی کے لیے نہیں بلکہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج یعنی ہر عمل کے لیے ہے لہٰذا ہمیں ریا، شہرت، دکھاوے سے بچ کر خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اعمال صالحہ کرنے چاہئیں۔

وضاحت: ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہر زمانے اور ہر امت میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانوروں کی قربانی مشروع رہی ہے اور یہ ایک اہم عبادت ہے اس کی مشروعیت، تاکید، اہمیت اور اس کے اسلامی شعار ہونے پر عصر حاضر کے بھی تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔

۞۞..........۞۞

اظہارِ تعزیت

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے قدیم و متحرک ساتھی اور مخلص و معاون کارکن تنویر نقی ۶ رمئی ۲۰۲۶ء بروز بدھ انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ کی نمازِ جنازہ اسی روز بعد نمازِ ظہر مدنی مسجد بلوچ کالونی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے پڑھائی اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا۔ اگلے روز بعد نمازِ عصر مبلغ ختم نبوت مولوی محمد قاسم نے مرحوم کے صاحبزادوں کی خواہش پر ان کے گھر میں بیان کیا، جس میں مرحوم کی خدماتِ ختم نبوت کو سراہا اور دعائے مغفرت کرائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین! قارئین سے بھی ایصالِ ثواب کی اپیل ہے۔

شہید مظلوم امیر المومنین

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر مولانا محمد جہان یعقوب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیدائش عرب کے مشہور شہر مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت (عام الفیل) کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابی العاص بن امیہّ بن عبد شمس اموی قریشی۔

(ابن عساکر بحوالہ حضرت عثمان ذوالنورین، صفحہ ۲۵)

آپ کا ایک لقب ذوالنورین ہے۔ ذو النورین کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نکاح میں نبی علیہ السلام کی یکے بعد دیگرے دوشہزادیاں آئیں۔ پہلے آپ کے نکاح میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، جب ان کا انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کے ساتھ کردیا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی چھ سال بعد وفات پاگئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری چالیس (اور ایک روایت کے مطابق سو) بیٹیاں بھی ہوتیں اور وہ یکے بعد دیگرے انتقال کرتی رہتیں تو بھی میں اپنی بیٹیوں کو یکے بعد دیگر عثمان کے نکاح میں دیتا رہتا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس شرف کی وجہ سے ذوالنورین کہلاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے ہوئی اور اولاد آدم میں کسی شخص کو بھی یہ اعزاز میسر نہیں کہ دو بیٹیاں کسی نبی کی اس کے عقد میں آئی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ملائے اعلیٰ (یعنی فرشتوں کے مجمع) میں ذوالنورین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی کہی جاتی ہے کہ آپ نے دو دفعہ ہجرت کی، ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ کی طرف اس لیے آپ ذی النورین کہلائے۔

ایک لقب آپ کا غنی بھی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عرب میں سب سے زیادہ دولت مند تھے، اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے فیاض طبع بھی بنایا تھا چنانچہ آپ نے اپنی فیاضی اور اپنے مال و دولت سے اس وقت اسلام کو فائدہ پہنچایا جب اس امت میں کوئی دوسرا ان کا ہمسر موجود نہ تھا۔ (حضرت عثمان ذوالنورین)

آپ کا قد درمیانہ تھا۔ رنگ گندمی ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ حسن و جمال کا پیکر تھے۔ داڑھی گھنی اور لمبی تھی۔ اس کو زرد خضاب سے رنگین رکھتے تھے، جوڑ بڑے بڑے اور مضبوط تھے، ہڈی چوڑی تھی۔ سر پر بال گھنے اور گھنگریالے تھے۔ دونوں شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا۔ جلد مبارک نرم تھی، دانت بہت خوبصورت تھے۔ (ابن عساکر)

(ا) اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا۔" (سورۃ فتح:۱۸)

ترجمہ: "بالتحقیق اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے تک جہاد کرنے کی) بیعت کررہے تھے سو اُن کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر اطمینان نازل فرمادیا اور ان کو لگے ہاتھ ایک فتح دے دی۔"

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی، جب یہ افواہ اڑی کہ قاصد رسول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ نے شہید کردیا ہے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۴۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی کہ جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہیں لیں گے واپس نہیں جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رضا کا پروانہ عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ خلفائے راشدین، سابقون الاوّلون، کاتبین وحی، مہاجرین صحابہ کرام، مجاہدین صحابہ کرام، اہل بدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حوالے سے جتنی آیات ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سب کا بھی مصداق ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد

ثالث اور سابقون الاولون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ دوبار دین کی خاطر ہجرت فرمائی اور ہر جہاد میں بھی پیش پیش رہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”عثمان (رضی اللہ عنہ) میری امت میں سب سے زیادہ حیادار اور سخی ہے۔“ (ابونعیم)

اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا اور سخاوت کی تعریف فرمائی ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عثمان بن عفان دنیا و آخرت میں میرے دوست ہیں۔“ (ابویعلیٰ)

(۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے برابر اور دوست و ساتھی کی طرف اٹھ کر چلے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لے گئے، ان سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔ (ابن ماجہ)

(۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہے۔“ (ترمذی شریف)

(۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اول شب سے طلوع فجر تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتے رہے اور فرماتے تھے: ”اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی رہ۔ (البدیہ والنہایہ جلد 7 صفحہ 212)

اس کے علاوہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔

(۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”امت میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس امت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پھر میں۔“

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہم سب سے افضل تھے۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت:

”اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خوب مال عطا فرمایا تھا اور وہ اس مال میں سے بہت زیادہ سخاوت فرماتے تھے، اس لیے اللہ کے رسول نے آپ کو غنی کا لقب عطا فرمایا۔ ان کی سخاوت کے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو وہاں کا پانی انہیں موافق نہیں آیا اور لوگوں کو پیٹ کی تکلیف رہنے لگی۔ شہر کے باہر میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو ”بیر رومہ“ کہتے تھے، اس کا مالک ایک یہودی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ کنواں خرید لیا جائے تا کہ سب مسلمان اس کا پانی استعمال کریں لیکن سوال یہ تھا کہ اس کی قیمت کہاں سے آئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خریدے گا اس کے لیے جنت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہمت کی اور کنواں خریدنے کے لیے یہودی سے بات چیت کرنے گئے۔ یہودی نے کہا کہ میں کنواں الگ نہیں کر سکتا کیوں کہ میری کھیتی باڑی اور کھانے پینے کا سب دارومدار اس پر ہے۔ تمھاری خاطر اس کا آدھا پانی قیمت سے دے سکتا ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم میں آدھا پانی خرید کر وقف عام کر دیا۔ ایک دن یہودی پانی لیتا اور ایک دن مسلمان لیتے۔ مسلمانوں کی باری آتی تو وہ دو دن کا پانی نکال لے جاتے۔ اگلے روز یہودی کے پاس کوئی نہ جاتا اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہتا، اس سے یہودی مجبور ہو گیا اور ان نے آٹھ ہزار درہم مزید لے کر سارا کنواں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

(۲) مسجد نبوی کی توسیع کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: وہ کون ہے جو فلاں مویشی خانہ کو خرید لے اور ہماری مسجد کے لیے وقف کر دے تا کہ اللہ اس کو بخش دے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس یا پچیس ہزار درہم میں یہ زمین کا ٹکڑا خرید کر مسجد نبوی کے لیے وقف کر دیا۔

(۳) شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں سالم بن عبداللہ بن عمر کی ایک روایت نقل کی ہے کہ تبوک کے سفر میں جتنی بھوک پیاس اور سواری کی تکلیف درپیش آئی، اتنی کسی دوسرے

غزوے میں نہیں آئی۔ دوران سفر ایک مرتبہ کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مناسب سامان اونٹوں پر حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اونٹوں کی تعداد اتنی کثیر تھی کہ ان کی وجہ سے دور سے تاریکی نظر آرہی تھی، جس کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! تمہارے واسطے بہتری آگئی ہے، اونٹ بٹھائے گئے اور جو کچھ ان پر لدا تھا اتارا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: ’’میں عثمان سے راضی ہوں، اے اللہ! تو بھی عثمان سے راضی ہوجا۔‘‘ یہ فقرہ حضور نے تین مرتبہ فرمایا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ تم بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرو۔

(ازالۃ الخفاء)

(۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں دو بار مسجد نبوی کی مزید توسیع کی، اپنی خلافت کے دوسرے سال ۲۶ھ میں اور پھر ۲۹ھ میں، دوسری مرتبہ تراشیدہ پتھروں سے اس کی تعمیر کی، ستون پتھر کے بنوالیے اور چھت میں ساگوان لگوایا۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد الحرام کی بھی توسیع ومرمت کروائی۔

(۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو ایک اونٹ ذبح کرا کر اس کا گوشت راہ خدا میں غربا کو تقسیم کرتے تھے۔

(۶) آپ حج کے موقع پر ۸/ذوالقعدہ کو منیٰ میں اپنی طرف سے تمام حجاج کے کھانے کی دعوت فرماتے تھے۔

(۷) آپ رمضان شریف میں اپنی طرف سے متعدد مقامات مثلاً حرم کعبہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بغداد وغیرہ میں کھانے کا انتظام فرماتے تھے۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حملے میں شدید زخمی ہوگئے اور ان کے انتقال کا وقت قریب آنے لگا تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے آپ سے درخواست کی کہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ پہلے تو آپ تیار نہ ہوئے مگر لوگوں کے زور دینے پر آپ نے چھ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنادی، جس کے ارکان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (نبی کریم ﷺ نے ان تمام حضرات کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے) شامل تھے، اور فرمایا کہ ان میں کسی ایک شخص کو منتخب کرکے امیر بنالو۔ اس کے بعد حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کو حکم دیا کہ جب مجھے دفن کرکے فارغ ہوجائیں تو ان چھ آدمیوں کو ایک مکان میں جمع کرنا تاکہ یہ اپنے آپ میں سے کسی کو امیر منتخب کرلیں۔ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں بطور خاص وصیت فرمائی کہ دوسروں کی طرح انہیں بھی رائے دینے کے لیے بلا لینا لیکن امارت سے ان کو کوئی سروکار نہ ہوگا، فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا۔ چنانچہ ان حضرات نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ اختیار دیا کہ وہ جسے چاہیں خلیفہ مقرر کردیں، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداً یکم محرم ۲۴ھ مطابق ۷/نومبر ۶۴۴ء سے ہوئی۔ آپ کو عوام نے کھلے طور پر بھی منتخب کیا اور نامزد کمیٹی کے فیصلہ کی تائید کی۔ بیعت خلافت سے کسی شخص نے بھی انکار نہیں کیا بلکہ بیعت کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’ہم نے اپنے میں سے افضل ترین شخص کی بیعت کی اور ہم نے (افضل کے انتخاب میں) کوتاہی نہیں کی۔‘‘

دورِ عثمانیؓ کے نمایاں کارنامے:

(۱) اسلام میں اول وقف عام مسلمانوں کے لیے بیر رومہ خرید کر کیا۔

(۲) بیت المال سے مؤذنین کے لیے وظائف کا تقرر فرمایا۔

(۳) پولیس کا محکمہ قائم فرمایا۔

(۴) تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا، اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ ’’جامع القرآن‘‘ بھی کہلاتے ہیں۔

(۵) جگہ جگہ ضرورت کے تحت سڑکیں اور پل تعمیر کرائے۔

(۶) مفتوحہ علاقوں اور ملکوں میں مساجد اور دینی مدارس قائم کیے۔

(۷) ملک شام میں سمندری جہازوں کے بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔ جہاں لبنان کے جنگلات سے لکڑی لائی جاتی تھی۔

(۸) مدینہ کو سیلاب سے بچانے کے لیے ایک بند تعمیر کرایا۔

(۹) جگہ جگہ پانی کی نہریں نکلوائیں۔ مدینہ اور دوسرے شہروں میں نئے کنویں کھدوائے۔ غرض تعمیرات عامہ کے پیش نظر دوسرے شہروں میں بھی سرکاری عمارتیں، سڑکیں وغیرہ تعمیر کرائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رفاہ عامہ کے بہت کام کرائے۔

(۱۰) عرب میں اسلام سے پہلے سونے اور چاندی کے ایرانی اور رومی سکے رائج تھے۔ آنحضرت ﷺ اور خلیفۂ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وقت میں یہی سکے چلتے تھے۔ جب ایران فتح ہوگیا تو ۱۸ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ایرانی سکوں کے نمونوں پر مختلف وزن کے درہم ڈھالے گئے اور نقش میں تبدیلی کردی گئی کسی پر لا الہ الا اللہ اور کسی پر محمد رسول اللہ اور کسی پر صرف عمر تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں جو درہم و دینار ڈھالے گئے ان کا نقش ''اللہ اکبر'' تھا۔

خلیفۂ راشد کے خلاف زیرزمین سازش:

کوفہ کی ایک جماعت جس میں اشتر نخعی، ابن ذی الحبکہ، جندب، صعصعہ بن الکوار، کمیل اور عمیر بن ضابی وغیرہ خاص طور پر شامل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ملک کی امارت اور سیاست پر صرف قریش کا حق نہیں۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ملک فتح کیے ہیں، اس لیے وہ بھی اس کے مستحق ہیں۔ اسی طرح بصرہ میں بھی ایک سازشی جماعت تھی۔ مفسدین کا سب سے بڑا مرکز مصر تھا جہاں ایک یہودی النسل عبد اللہ بن سبا نے الگ فرقہ بنایا ہوا تھا۔ یہ سب گروہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے اور بنو امیہ کے خاتمے پر متفق تھے۔ عبد اللہ بن سبا نے ان سب جماعتوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر متحد کردیا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اقدام کیا کہ انہوں نے تمام گورنروں کو مدینہ منورہ میں طلب کیا اور مجلس شوریٰ بلائی گئی جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختصر تقریر کے بعد سب کی رائے طلب کی۔ ملک کے مختلف حصوں میں حالات کی تحقیق کے لیے وفود روانہ کیے۔ تمام ملک میں ہنگامی اعلان جاری کیا کہ جس کسی کو گورنر سے شکایت ہو وہ حج کے موقع پر خلیفہ سے بیان کرے۔ حج سے چند دن پہلے بصرہ، کوفہ اور مصر کے فتنہ پردازوں نے آپس میں طے کرکے اپنے اپنے شہر سے حاجیوں کے روپ میں مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ شہر سے باہر قیام کرکے اپنے چند سرکردہ افراد کو باری باری حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجا۔ (تاریخ طبری۔ البدایہ والنہایہ)

(جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کورس لاڑکانہ، شہدادکوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲؍مئی ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب تحفظ ختم نبوت کورس جامع مسجد ریاض الجنہ سچل کالونی لاڑکانہ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا غلام نبی لاشاری نے اور تلاوت قرآن پاک مولانا اختیار اللہ فاروقی نے کی۔ راقم الحروف (مولانا ظفر اللہ سندھی) مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاڑکانہ اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیانات ہوئے۔

۳؍مئی بروز اتوار صبح گیارہ بجے مدرستہ الصالحات للبنات لہر کالونی میں حضرت مولانا سائیں عبدالباسط آرائیں اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ بعد نماز ظہر مدرسہ قدیمی حقانی نیو دیر چوک میں حضرت مولانا سائیں مسعود احمد سومرو، مولانا عطاء اللہ عباسی، راقم الحروف اور مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے خطاب کیا۔

۴؍مئی بروز پیر صبح ۱۰ بجے جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن والحدیث میں مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ اور راقم نے طلبا میں بیان کیا۔ بعد نماز ظہر مدرسہ سیدہ فاطمتہ الزہرا شہدادکوٹ میں زیر سرپرستی حاجی اسلام الدین کمبوہ، حاجی خالد حسین کمبوہ، زیر صدارت مفتی عابد علی کمبوہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شہدادکوٹ، زیر نگرانی مفتی غلام مرتضیٰ کمبوہ، علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ تلاوت قاری داد کریم بروہی، مولانا عبدالرحمٰن کھوکھر نے کی۔ جامع مسجد کمبوہ تبلیغی مرکز میں مفتی محمد راشد مدنی کے بعد راقم الحروف کو بیان کی سعادت حاصل ہوئی۔ جس میں وکلاء، تاجر برادری، پروفیسرز، ڈاکٹرز اور علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔

مدینہ منورہ کی حاضری اور درود وسلام کی فضیلت

تربیتی بیان:... مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
ضبط وترتیب:.... حافظ محمد صہیب اعجاز

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

صدق اللہ العلی العظیم۔

حج اور عمرے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے کو مدینہ منورہ کی حاضری بھی نصیب ہوتی ہے، آقا کے دربار میں حاضر ہو کر سلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے اور خوش بختی ہے۔

اگرچہ مدینہ منورہ حاضری یہ حج کا حصہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ جائے، حج کر کے واپس آجائے، مدینہ منورہ نہ جائے، حج تو اس کا ہو جائے گا لیکن وہاں پہنچ کر مدینہ منورہ حاضری نہ دینا یہ بڑی محرومی کی بات ہے بلکہ یہ آقا سے بے وفائی ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے لیے آیا اور وہ میری زیارت کو نہیں آیا، اس نے میرے ساتھ زیادتی کی، میرے ساتھ بے وفائی کی۔

اور حقیقت یہ ہے کہ واقعتاً یہ بڑی بے وفائی ہے۔ ہمیں جو کچھ بھی ملا وہ حضور اکرم ﷺ کے طفیل اور آپ کی برکت سے ملا، بلکہ یہ کائنات وجود میں آئی ہے حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو اس دنیا میں بھیجنا تھا تو اس کے لیے پھر یہ ساری دنیا سجائی گئی۔ حدیث میں اگرچہ وہ الفاظ تو ضعیف ہیں لیکن مختلف الفاظ میں یہی مفہوم ادا ہوا ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں یہ دنیا ہی نہیں بناتا۔

> حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ دس رحمتیں اس پر نازل فرماتے ہیں۔ اس کے دس درجات بلند کرتے ہیں، دس گناہ معاف کرتے ہیں

تو یہ کائنات وجود میں آئی ہے حضور اکرم ﷺ کے طفیل۔ پھر ہمیں یہ دین ملا جو اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ کہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر آیت نازل فرمائی کہ: ''میں نے آج تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔'' تو اسلام جیسا خوبصورت دین حضور اکرم ﷺ کے طفیل ہمیں ملا ہے۔ قرآن کریم حضور اکرم ﷺ کے صدقے میں ملا، نماز حضور اکرم ﷺ کے صدقے میں ملی، جتنے بھی احکام ہیں اور پھر اس امت کی جو فضیلتیں ہیں اگر میں اس کو بیان کرنا چاہوں تو بہت وقت لگے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور اکرم ﷺ کی امت بنایا۔ حضور اکرم ﷺ کا امتی ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے پہلے کے انبیاء کرام کو جب امتِ محمدیہ کی فضیلت معلوم ہوئی تو انہوں نے تمنا کی، اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی امت میں سے بنا۔ ترمذی کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے اس دنیا کے بنانے سے بہت پہلے سورہ طٰہٰ، سورہ رحمٰن کی تلاوت کی۔ فرشتے سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور کوئی امت آئے گی جن کے نبی پر یہ قرآن کریم نازل ہوگا، وہ امت اس قرآن کو

پڑھے گی، اس پر عمل کرے گی۔

آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قرآن کریم کے اندر تو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کشش رکھی ہے، جاذبیت رکھی ہے، حسن ہے اس میں، قرآن اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر تلاوت کرنے والے اللہ تعالیٰ کی ذات ہو تو اس مجلس کا نقشہ کیا ہوگا۔ تو فرشتے خوش ہو گئے اور فرشتوں نے کہا کہ خوشخبری ہے اس امت کے لیے، اس قوم کے لیے جن کے اوپر یہ قرآن کریم نازل ہوگا، خوشخبری ہے ان سینوں کے لیے جن میں یہ قرآن محفوظ ہوگا اور خوشخبری ہے ان زبانوں کے لیے جن پر قرآن کریم کی تلاوت جاری ہوگی۔

تو یہ ہے امت محمدیہ! فرشتے اس کو خوشخبری دے رہے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جنت میں جانے والے جتنے لوگ ہوں گے اس میں ایک تہائی میری امت کے ہوں گے۔ صحابہ نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اس کے فوراً بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں آدھے، یعنی آدھے جنت میں جانے والے وہ میری امت کے لوگ ہوں گے۔ صحابہ نے پھر خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں دو تہائی لوگ میری امت کے ہوں گے جنت میں جانے والے باقی ایک تہائی دوسری تمام امتوں کے، تمام انبیاء کے ماننے والے ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جنتیوں کی صفیں بنائی جائیں گی، 120 صفیں ہوں گی اس میں 80 صفیں میری امت کی ہوں گی جو جنت میں جائیں گی باقی 40 صفیں دوسرے تمام انبیاء کے ماننے والے لوگ ہوں گے۔ تو یہ ہے ہمارا مرتبہ اور فضیلت جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں ملی ہے۔

اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس امت کے لیے تڑپتے رہے، کون سا ایسا موقع ہے کہ جس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس امت کو یاد نہیں کیا اور اس امت کے لیے دعائیں نہیں کیں، اس امت کے لیے نہ تڑپے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو قرآن کریم میں تسلی دینی پڑی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ایک دفعہ نہیں کئی جگہ کہ کیا آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے پیچھے ہلاک کر ڈالیں گے؟ اتنی امت کی فکر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رات کو لمبے لمبے سجدے اور اتنا لمبا قیام کرتے کہ پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت کے لیے اتنا کچھ کیا تو کیا امتی کا حق نہیں ہے کہ اس کو وہاں حجاز کے علاقے میں جانے کی توفیق ہو رہی ہے چاہے وہ حج کی نیت سے ہو یا عمرے کی نیت سے اور وہ آقا کے دربار میں پیش ہو کر سلام عرض نہ کرے؟ اور یہ سلام عرض کرنا تو خود اس امتی کی، اس حاجی کی، اس عمرہ کرنے والے کی خوش بختی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے دور سے، اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہوئے ہیں وہ اس کا درود پہنچاتے ہیں مجھ تک۔ میرے بھائیو! درود شریف پڑھا کرو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ فرشتے باقاعدہ نام لے کر کہ یا رسول اللہ آپ کے فلاں امتی نے آپ کے اوپر درود بھیجا ہے، آپ کو سلام بھیجا ہے۔ تو کیا خیال ہے کہ جو آدمی اس دنیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہو اور باقاعدہ وہ آپ کو پہنچایا جاتا ہو تو کل میدانِ حشر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پہچان نہیں لیں گے؟ یہ قرآن یہ درود ایک ایسی چیز ہے، آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں۔ کسی بھی عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ نے وہ انداز اختیار نہیں فرمایا جو درود کے لیے اختیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ''اے ایمان والو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو سلام بھیجو۔'' لیکن اس سے پہلے عجیب انداز اختیار کیا ہے۔ نہ وہ نماز کے لیے آپ کو ملے گا، نہ روزے کے لیے، نہ زکوٰۃ کے لیے، نہ حج کے لیے، نہ کسی اور حکم کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ''کہ بیشک اللہ تعالیٰ اور اللہ کے فرشتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور سلام بھیجو۔'' یہ درود ایک ایسی چیز ہے یہ کسی وقت بھی پڑھا جا سکتا ہے اس کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ نماز کے لیے تو وقت متعین ہے، روزے کا بھی ایک وقت متعین ہے لیکن اس کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ آپ دن میں، رات کو، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، بیٹھے ہوئے ہیں، لیٹے ہوئے ہیں، چل رہے ہیں، باوضو ہیں، بغیر وضو کے ہیں آپ درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر

ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ دس رحمتیں اس پر نازل فرماتے ہیں۔ اس کے دس درجات بلند کرتے ہیں، دس گناہ معاف کرتے ہیں تو درود پڑھنے کا فائدہ کس کو ہوا؟ پڑھنے والے کو۔ حضور اکرم ﷺ کا جو مرتبہ مقام ہے وہ تو اپنی جگہ پر ہے، ہمارے درود پڑھنے سے حضور اکرم ﷺ کا مرتبہ مقام بلند نہیں ہوتا، ہمارے درود نہ پڑھنے سے حضور اکرم ﷺ کا مرتبہ کم نہیں ہوگا۔ یہ تو ہماری نیک بختی اور خوش بختی اور ہمارا فائدہ ہے کہ درود ہم پڑھ رہے ہیں حضور اکرم ﷺ پر اور اس کے فوائد خود اٹھا رہے ہیں۔

ایک مومن کی بڑی سعادت ہے کہ آقا کے دربار میں پیش ہو کر آقا کو سلام پیش کرے اور آقا اس کو براہِ راست سنیں بلکہ بعض روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آقا جواب بھی دیتے ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنے بڑوں سے سنا، اپنے اساتذہ کو دیکھا کہ وہ یہ بھی دعا کرتے تھے کہ اے اللہ جب ہم سلام پیش کریں تو حضور اکرم ﷺ ہمارا سلام قبول فرما لیں، اعراض نہ فرمائیں، منہ نہ موڑیں۔ کیونکہ دنیا کے اندر یہ ہوتا تھا کہ اگر کسی نے کوئی غلطی کی، کوئی گناہ کیا اور اس نے توبہ نہیں کی اور وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر سلام پیش کرتا تھا تو حضور اکرم ﷺ منہ موڑ لیا کرتے تھے اور ہم گنہگار امتی ہیں۔ ڈر لگتا ہے وہاں جا کر سلام پیش کرتے ہوئے کہ کہیں ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے، ہمارے گناہوں کی وجہ سے، نافرمانی کی وجہ سے آقا منہ نہ موڑ لیں تو اس لیے دعا کرنی چاہیے کہ آقا ہمارا سلام قبول کر لیں، اعراض نہ فرمائیں اور جواب بھی دے دیں۔

حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ ہر مسلمان کو محبت ہے، یہ ہو نہیں سکتا کہ کسی کے دل میں ایمان ہو اور اس کا دل حضورِ اکرم ﷺ کی محبت سے خالی ہو، یہ ممکن نہیں ہے، یہ اور بات ہے کہ ہمیں اس محبت کا ہر وقت استحضار نہیں ہوتا، کبھی کبھی ہوتا ہے، لیکن پتا اس وقت چلتا ہے کہ جب تقابل ہو، ایک کی محبت اور دوسرے کی محبت، جب تقابل ہو جائے تو اس وقت پتا چلتا ہے۔ (جاری ہے)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس مقدس گروہ کا نام ہے وہ امت کے عام افراد کی طرح نہیں، بلکہ وہ رسول اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ یہ مقام اور امتیاز ان کو قرآن وسنت کی نصوص وتصریحات کا عطا کیا ہوا ہے اسی لیے اس پر امت کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سچے، عادل اور نمونہ ہدایت ہیں۔ اس اجماعی عقیدے کو تاریخ کی روایات کے انبار میں گم نہیں کیا جا سکتا۔ محققین کا قول ہے کہ اگر کوئی روایت ذخیرہ حدیث میں بھی ان کے اس مقام اور شان کے خلاف نظر آتی ہو تو اسے بھی قرآن وسنت کی نصوص واضحہ اور اجماع کے مقابلہ میں متروک تصور کیا جائے گا۔ ویسے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام کو تاریخ کی روشنی میں جانچنا ایسا ہے جیسے ہیرے کا وزن لکڑی کے ٹال والے سے کروایا جائے۔ اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تاریخی نہیں قرآنی شخصیات ہیں۔ اہلسنت والجماعت کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ بنی آدم میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد فضیلت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کا درجہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ معصوم نہیں ہیں مگر ان سے جو بھی کام ان کے اپنے شایانِ شان نہیں تھے اور ان سے صادر ہو گئے تھے، وہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما کر انہیں اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما دیا ہے۔ قرآن وسنت میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کا تقاضا یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر صرف خیر ہی کے ساتھ کیا جائے۔ اس لیے کہ ان پر تنقید نبی علیہ السلام کے تزکیہ نفوس پر اعتراض ہے جس کا کوئی مسلمان بقائمی ہوش وحواس تصور بھی نہیں کر سکتا۔

(مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا

دورۂ آزاد کشمیر

رپورٹ:... مولانا عادل خورشید

مولانا قاضی احسان احمد صاحب مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے ۲۸؍ اپریل بروز منگل تا ۸؍ مئی ۲۰۲۶ء بروز جمعۃ المبارک آزاد کشمیر کے سات اضلاع کی بارہ تحصیلوں کا دورہ کیا، جس میں ۱۴ مقامات پر بیانات ہوئے اور چار ختم نبوت کانفرنسوں میں خصوصی خطاب کیا اور علماء کرام و مختلف حضرات سے خصوصی ملاقاتیں بھی کیں۔

ان کی آمد سے تین دن قبل رئیس المبلغین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ضلع بھمبر کی تینوں تحصیلوں میں ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ ان پروگراموں کی مختصر روئیداد پیش خدمت ہے:

مولانا قاضی احسان احمد صاحب ۲۸؍اپریل کو کشمیر پہنچے۔ راقم الحروف ہالہ کے مقام سے ان کے ساتھ ہوا اور مدرسہ تعلیم القرآن ہل بازار میں مولانا امتیاز احمد عباسی صاحب فاضل جامعہ امدادیہ و سینئر نائب امیر جمعیت علماء اسلام جموں و کشمیر، شیخ الحدیث مولانا سلیم اعجاز مدظلہ فاضل دارالعلوم کبیر والا و مہتمم جامعہ انوار العلوم دھیرکوٹ، مفتی عبدالرشید مدظلہ امیر جمعیت علماء اسلام جموں و کشمیر ضلع باغ، مولانا اعجاز احمد، مولانا عبدالقدوس عباسی و دیگر علماء کرام سے ملاقات کی۔ رات دھیرکوٹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص کارکن مولانا محمد اسماعیل صاحب کے گھر آرام کیا اور بعد نماز فجر جامعہ انوار العلوم دھیرکوٹ میں طلبا میں مولانا موصوف کا بیان ہوا۔ ناشتہ کے بعد باغ دارالعلوم تعلیم القرآن میں ایوب میموریل کمیٹی و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت باغ کے زیر اہتمام منعقدہ ختم نبوت کانفرنس بیاد محرک قرارداد ختم نبوت میجر (ر) محمد ایوب شہید میں شرکت کے لئے گئے۔ وہاں پر مولانا امین الحق فاروقی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر، مولانا عتیق احمد نقشبندی ناظم عمومی باغ، مولانا مدثر رفیق کیانی ناظم نشر و اشاعت باغ، مفتی شمس الحق ناظم تعلیمات دارالعلوم تعلیم القرآن باغ و دیگر علماء کرام نے استقبال کیا۔ مولانا عبدالباسط علوی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر پہلے سے وہاں موجود تھے۔

کانفرنس میں شرکت کے بعد مدرسہ عثمانیہ نکی کیرتھب میں پہنچے جہاں مہتمم ادارہ قاری ولایت اللہ صاحب، مولانا عبیدالرحمٰن، مولانا سعید احمد نے استقبال کیا۔ رات کو وہیں پر آرام کیا۔ اگلے دن ۳۰؍ اپریل بروز جمعرات صبح مدرسہ عثمانیہ نکی کیر میں طلبا و طالبات میں بیان ہوا۔

اس کے بعد ملوٹ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے جہاں مولانا عبدالصبور مدنی، مولانا حسین احمد توحیدی، مولانا قاری افضل قادری، مولانا عبدالکبیر و دیگر علماء کرام، سیاسی و سماجی شخصیات سے بھی ملاقات ہوئی۔ مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے کانفرنس میں ایمان افروز خطاب کیا۔ سامعین کا عزم تھا کہ آخری سانس تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت، ناموس و ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔

کانفرنس کے بعد تین دن قاضی صاحب کے ایبٹ آباد میں پروگرامات تھے، ان میں شرکت کے بعد ۴؍ مئی بروز پیر کو صبح راولپنڈی سے براستہ کلر سیداں ڈڈھیال چکسواری ضلع میرپور پہنچے جہاں مفتی خالد میر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر پہلے سے موجود تھے۔ ان کے ہمراہ جامعہ محمدیہ اسلامیہ مسکین پور چکسواری پہنچے جہاں مہتمم ادارہ ہذا مولانا عبدالغفور فاروقی اور ناظم تعلیمات مولانا قاری عبدالشکور صاحب نے استقبال کیا۔

مولانا عبدالغفور صاحب کے والد صاحب حاجی مسکین مرحوم تھے۔ انہیں کے نام پر اس بستی کا نام بھی ہے۔ حاجی مسکین مرحوم حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ کے مرید خاص اور بہت اللہ والے بزرگ تھے۔ یہاں پہلے مدرسۃ البنات میں بیان ہوا اور ظہر کے بعد طلبا کرام میں بیان ہوا۔

اس کے بعد مولانا عبدالکبیر چشتی فاضل

نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ساتھ ان کے ادارے الصفا اسکول سسٹم میں آئے اور زیر تعمیر مسجد میں دعا کی۔مولانا عبدالکبیر چشتی مجلس کے قدیم حضرات میں سے ہیں۔جب حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے ۱۹۹۴ء میں آزاد کشمیر کا دورہ کیا جس میں میر پور، کوٹلی، تتہ پانی میں بیانات ہوئے اور گوئی میں قادیانیوں سے مناظرہ بھی تھا لیکن حسب روایت وہ میدان میں نہ آئے۔وہاں تتہ پانی میں بریلوی مکتبہ فکر کے عالم مولانا عبدالرزاق چشتی، مولانا اسلم نقشبندی بھی موجود تھے اور مولانا طاہر فیاض نے تتہ پانی میں مہمانوں کی ضیافت کی۔مولانا اللہ وسایا صاحب نے تتہ پانی کے مقام پر جو تقریر کی تھی وہ ان کے خطبات، خطبات شاہین ختم نبوت جلد اول میں چھپی ہوئی بھی ہے۔

اس ۱۹۹۴ء کے سفر میں مولانا عبدالکبیر چشتی، مولانا اللہ وسایا صاحب کے ہمراہ تھے۔ان سے اجازت لے کر آگے روانہ ہوئے اور جامعہ فاروقیہ ڈڈھیال میں حافظ ظہیر ڈڈیالوی اور قاری اظہر زمان سے ملاقات ہوئی اور مفتی عبدالواحد ڈڈیالوی مرحوم کی تعزیت کی۔

مغرب سے قبل جامعہ ابراھیمیہ تعلیم القرآن سیاکھ پہنچے جہاں مہتمم ادارہ مولانا عبداللہ جاوید، ناظم تعلیمات مولانا امتیاز، مولانا عمران خورشید نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جہلم ویلی نے استقبال کیا۔جامعہ ابراھیمیہ تعلیم القرآن سیاکھ کی بنیاد ۱۹۱۷ء میں مولانا ابراہیم سیاکھوی صاحب نے رکھی۔ان کے بھائی مولانا عبداللہ سیاکھوی صاحب جو مرکزی جامع مسجد ڈڈیال کے خطیب تھے اور تحریک کشمیر میں ان کا بڑا نام ہے۔ان کی دوستی بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت امیر شریعتؒ سے تھی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کئی بار ان کے پاس تشریف لائے۔اس وقت بھی اس ادارہ میں پونے تین سو طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔مغرب کے بعد طلبا کرام میں بیان ہوا، ادارہ کے تمام اساتذہ کرام بھی شریک تھے۔

۵رمئی بروز منگل صبح پہلے ڈڈیال پیراڈائز پبلک ہائی اسکول میں طارق شیخ پرنسپل ادارہ کی دعوت پر حاضری ہوئی اور طلبا کرام میں مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا بیان ہوا۔اس موقع پر مفتی ظہور اقبال صاحب پرنسپل اقراء روضۃ الاطفال اسکول ڈڈیال بھی موجود تھے۔اس کے بعد کوٹلی پہنچے جہاں عارف مغل صاحب کے گھر کھانا تناول کرنے کے بعد نماز ظہر ادا کی اور گوئی کے لئے روانہ ہوئے۔جہاں مولانا امین الحق فاروقی باغ سے تشریف لائے، ان کے ہمراہ مولانا مدثر رفیق کیانی بھی تھے۔بھمبر سے مفتی محمد ندیم خان کشمیری نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر تشریف لائے۔ان کے ہمراہ انجینئر یاسر امین مہتمم جامعہ دارالعلوم بھمبر، مولانا ابرار احمد اعوان، مولانا محمد حماد بھی تھے۔

گوئی میں مولانا محمد عثمان صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹلی اور مولانا محمد یونس صدر اہلسنت والجماعت کوٹلی، بھائی محمد اخلاق رہنما تحریک لبیک پاکستان کوٹلی نے استقبال کیا۔وہاں مختصر نشست ہوئی جس میں مولانا قاضی احسان احمد صاحب، مفتی خالد میر اور مولانا امین الحق فاروقی نے بیان کیا۔

اس کے بعد کوٹلی کے لئے واپس روانہ ہوئے۔مغرب کے بعد گلستان ہوٹل نزد شہید چوک میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد نے شرکت کی۔کانفرنس سے مولانا عبدالرزاق، مولانا نذر حسین، مولانا عادل خورشید، مفتی محمد ندیم کشمیری، مولانا حافظ عابد، مولانا محمد یونس، مولانا عبدالباسط علوی و مقامی علماء کرام و سیاسی وسماجی شخصیات نے خطاب کیا۔خصوصی خطاب مولانا حافظ عبدالرشید، مولانا امین الحق فاروقی اور مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا۔ قاضی صاحب نے ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں و قادیانی مصنوعات اور اداروں سے بائیکاٹ کی اہمیت اور شرعی حیثیت کے حوالے سے تفصیلی خطاب کیا۔شرکاء کانفرنس نے ختم نبوت کی دعوت کو عام کرنے اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عزم کیا۔

اگلے دن ۶رمئی بروز بدھ صبح کوٹلی سے تراڑکھل کے لئے براستہ ہجیرہ روانہ ہوئے۔ جہاں مولانا نصیب اللہ فاروقی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سدھنوتی نے استقبال کیا۔ظہر کے بعد مرکزی جامع مسجد تراڑکھل میں درس ہوا اور پھر پلندری کے لئے روانہ ہوئے۔چار بجے پلندری مدرسہ تحفیظ القرآن قاری محمد عثمان کے پاس پہنچے، جہاں مولانا نذر حسین ناظم عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سدھنوتی بھی موجود تھے۔وہاں طلبا کرام میں بیان ہوا۔ پھر دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری پہنچے جہاں مفتی ارشد یوسف نائب مہتمم اور جامعہ کے

اساتذۂ کرام سے ملاقات ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد جامعہ کی مسجد میں مفتی ارشد یوسف کی زیر صدارت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا خطاب ہوا جس میں علماء کرام، طلباء عظام اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

۷رمئی بروز جمعرات صبح راولاکوٹ کے لئے روانہ ہوئے، جہاں مفتی محمد عبدالخالق صاحب کی زیر صدارت، مولانا افراز احمد صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولاکوٹ اور مولانا محمد افراز صاحب ناظم عمومی کی میزبانی میں بعد نماز ظہر جامع مسجد قاضی عبدالسلام چاندنی چوک میں بیان ہوا۔ جس میں ضلع پونچھ کے علماء کرام نے شرکت کی۔ اس کے بعد براستہ باغ، سدھن گلی چکار مولانا قاضی طیب اعجاز کے پاس مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ و مدرسہ عثمان بن عفانؓ ناگنی لمبی باڑی چکار پہنچے، بعد نماز مغرب مسجد میں بیان ہوا۔

۸رمئی بروز جمعۃ المبارک مرکزی قدیمی جامع مسجد امام اعظم ابوحنیفہؒ چناری میں ختم نبوت کانفرنس مولانا قاضی فرید احمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جہلم ویلی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا گل احمد اظہری، مولانا عبدالباسط علوی کا بھی بیان ہوا۔ کانفرنس میں کثیر تعداد میں اہل علاقہ نے شرکت کی۔ مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے ”ختم نبوت کی اہمیت اور تحفظ ختم نبوت کی ضرورت اور موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں“ کے عنوان سے خطاب کیا اور یہ مطالبہ کیا کہ میجر (ر) محمد ایوب شہید کی قرارداد پر مکمل عملدرآمد کر کے قانون سازی کی جائے اور ووٹ اندراج فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کر کے مسلم اور غیر مسلم ووٹر لسٹوں کی الگ الگ تدوین کی جائے۔

نماز جمعہ کے بعد جامعہ تعلیم القرآن ہٹیاں بالا میں مولانا رضاء الرحمٰن صدیقی صاحب مہتمم جامعہ تعلیم القرآن سے ملاقات کی اور ان کے والد گرامی امیر جمعیت علماء اسلام جموں و کشمیر مظفرآباد ڈویژن و سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جہلم ویلی مولانا پروفیسر الطاف حسین صدیقی صاحبؒ کی وفات پر تعزیت اور مغفرت و بلندی درجات کی دعا کی۔ عصر سے قبل جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چھتر دومیل مظفرآباد میں مولانا قاضی محمود الحسن اشرف سپریم ہیڈ آل جموں وکشمیر جمعیت علمائے اسلام سے ملاقات کی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد سیدنا حسین پنجگراں تحصیل نصیرآباد پٹہکہ میں درس تھا۔ جہاں مولانا قاضی نعمان بشیر ناظم عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مظفرآباد اور مولانا محمد نجیب خطیب جامع مسجد سیدنا حسین نے استقبال کیا۔ درس میں کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ بعد عشاء واپسی ہوئی اور مظفرآباد جامعۃ الانور میں مولانا محمد سلیمان صاحب ناظم تعلیمات کی دعوت پر طلبا کرام میں بیان ہوا۔ اس کے بعد راولپنڈی کے لئے رات ساڑھے دس بجے مظفرآباد سے روانہ ہوئے۔ یوں ان کا دورۂ آزاد کشمیر مکمل ہوا۔

دارالعلوم زکریا میں تین روزہ ختم نبوت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالعلوم زکریا، ٹوبہ روڈ جھنگ میں ۵ تا ۷رمئی کو تین روزہ ختم نبوت کورس نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ کورس کا دورانیہ روزانہ صبح دس بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک رہا، جس میں علماء کرام، طلبہ، ائمہ مساجد اور مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ کورس کی صدارت مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد اشرف منصوری نے کی، جبکہ تمام دروس مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے دیئے۔ انہوں نے اپنے خطابات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، اس کے تحفظ کی دینی وشرعی ذمہ داری، فتنۂ قادیانیت کا تعارف اور اس کے مختلف شبہات کے علمی وتحقیقی جوابات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اور متفقہ عقائد میں سے ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ آپ نے زور دیا کہ مسلمانوں کو اس عقیدے کی حفاظت کے لیے علمی بصیرت حاصل کرنی چاہیے اور نئی نسل کو بھی اس سے آگاہ رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اجلاس کے صدر مولانا محمد اشرف منصوری نے اپنے خطاب میں کہا کہ ایسے تربیتی کورسز عصرِ حاضر کی اہم ضرورت ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے نوجوان نسل کو مستند دینی معلومات فراہم ہوتی ہیں اور فتنوں کے علمی رد کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ ادارہ امت مسلمہ کے ایمان کے تحفظ کے لیے مسلسل مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔ کورس کے اختتام پر شرکاء میں ردِ قادیانیت پر مشتمل لٹریچر تقسیم کیا گیا جبکہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، امت مسلمہ کے اتحاد اور ملک وقوم کی سلامتی کے لیے خصوصی دعا بھی کی گئی۔

مرزا قادیانی کے دعاوی

ایک نظر میں

دوسری قسط

مولانا عبدالحکیم نعمانی

1902ء محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ:

1۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’خدا کے نزدیک اس کا ظہور (یعنی مرزا قادیانی کا) مصطفیٰ ﷺ کا ظہور مانا گیا ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ صفحہ 200 مندرجہ روحانی خزائن جلد16، صفحہ 297)

2۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفیٰ ﷺ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے جانا نہیں اور پہچانا نہیں۔‘‘ (خطبہ الہامیہ صفحہ 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد16 صفحہ 259)

3۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ کرامؓ میں داخل ہوا۔‘‘ (خطبہ الہامیہ صفحہ 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد16 صفحہ 259،258)

1902ء محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ:

1۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’اس نبی (یعنی محمد ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 71 مندرجہ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 183)

2۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’میرے معجزات کی تعداد 10 لاکھ ہے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 43)

جبکہ آنحضرت ﷺ کے معجزات مرزا قادیانی نے 3 ہزار لکھے ہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 40 مندرجہ روحانی خزائن جلد17 صفحہ 153)

3۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’آنحضرت ﷺ کے وقت میں دین کی حالت پہلی رات کے چاند کی طرح تھی مگر (مرزا قادیانی کے وقت میں) 14 ویں رات کے بدر کامل جیسی ہوگئی۔‘‘

(خطبہ الہامیہ صفحہ 181، 182 مندرجہ روحانی خزائن جلد16 صفحہ 272)

4۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’غلبہ کاملہ (دین اسلام) کا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا یہ غلبہ مسیح موعود (مرزا) کے دور میں ظہور میں آئے گا۔‘‘

(چشمہ معرفت صفحہ 83 مندرجہ روحانی خزائن جلد23 صفحہ 91)

1904ء عرش خدا ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ’’انت بمنی بمنزلۃ عرشیپس‘‘ چونکہ ان ایام میں خدا کی صفات اپنی پوری تجلی سے کام کررہی ہیں۔ اس مناسبت کے لحاظ سے عرش کہا گیا۔

(تذکرہ صفحہ 427 جدید ایڈیشن 2004ء)

1904ء کرشن ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے بڑا اوتار تھا۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ 33 مندرجہ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 228) (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521، 522)

(تذکرہ صفحہ 311 طبع چہارم 2004ء)

1900ء تا 1908ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 212)

1900ء تا 1908ء نبوت اور رسالت کا دعویٰ:

1۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 231)

2۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 211)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔‘‘ (اربعین نمبر 3 صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426) (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 73)

4۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔‘‘ (دافع البلاء صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 225،226)

5۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (رسالہ دعوت قوم صفحہ 62 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 62)

1900ء تا 1908ء مستقل صاحبِ شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ:

1۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ’’قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكٰی لهم۔‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ (اربعین نمبر 4 صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435،436)

2۔ مرزا قادیانی لکھا ہے کہ ’’انا أرسلنا اليكم رسولا شاهدا عليكم كما أرسلنا الى فرعون رسولا‘‘ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105)

1900ء تا 1908ء آخری نبی ہونے کا دعویٰ:

1۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ ان میں سے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر میں آنے والا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت صفحہ 318 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 333)

2۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچادے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔‘‘ (خطبہ الہامیہ صفحہ 112 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 178)

3۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل پر تمام دنیا اب بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانے کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے کوئی اور کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں رہی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 215)

4۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، قطب، ابدال وغیرہ اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی محسوس کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 406)

5۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہیں کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی راہوں میں سب سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 61)

(جاری ہے)

مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کرام اور عوام کے لئے

خوشخبری

4 روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

آئیے اور ایمان بڑھائیے

نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

بمقام

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
نمائش چورنگی ایم اے جناح روڈ
کراچی

آغاز کورس

13 ذوالحجہ 1447ھ

اختتام کورس

16 ذوالحجہ 1447ھ

بوقت

صبح 8 تا دوپہر 1 بجے

زیر سرپرستی

یادگار اسلاف، اُستاذ العلماء حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب مدظلہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مہتمم و شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

زیر نگرانی

اُستاذ العلماء، یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی

خطیب پاکستان، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

آئیے مجاہدین ختم نبوت
اور غلامان محمد ﷺ کی فہرست
میں شمولیت اختیار کریں

کورس میں شرکت کے لئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں

0332-2454681
0333-6552183

- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا
- امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء کرام کو اسناد دی جائیں گی
- پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے
- امتحان میں وہی طلباء شرکت کر سکتے ہیں جن کا باقاعدہ کورس میں داخلہ ہوا ہو۔

نوٹس لکھنے کے لئے کاغذ، قلم ہمراہ لائیں۔

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

برائے رابطہ:
021-32780337
www.khatm-e-nubuwwat.com

پشاوری پرنٹرز 0315-3796371 کراچی

REGD. SS. 160

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قُربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قُربانیوں کی بدولت الحمدللہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِ اہتمام 30 مراکزو مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہو چکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مُفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیتُ المال کو مضبوط کریں۔

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
IBAN # PK068ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
IBAN # PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب — مرکزی ناظمِ اعلیٰ